لوامع تحقیقات

ادراک حیوانات پر اطلاق علم کے عدم جواز کی

فاضلانہ تحقیق

تالیف منیف

جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول سید المحققین سند المدققین

حضرت علامہ مولینا حسن الدین صاحب ہاشمی لاہوری مدظلہ

ناشر عبد الخالق نقشبندی

فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَار

ادراک حیوانات پر اطلاق علم کے عدم جواز اور
مخالفین کے شکوک و شبہات کے ازالہ میں بے نظیر
رسالہ عجالہ

لوامع التحقیقات

فی عدم جواز
اطلاق العلم علیٰ ادراک الحیوانات

تصنیف لطیف

جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول سید المحققین سند المدققین
حضرت علامہ مولینا حسن الدین صاحب ہاشمی لاہوری مدظلہ

ملنے کا پتہ
مکتبہ اہل سنت مسجد حنفیہ محلہ شمس آباد مصری شاہ لاہور

مصنّف علّام کی دیگر تصنیفات

البیان المقبول لحل قال اقول

منطق کے مشہور و معروف رسالہ قال اقول کا یہ بے نظیر حاشیہ نہایت نفیس تحقیقات و تدقیقات پر مشتمل اور علماء و طلباء کیلئے بیش بہا ذخیرہ ہے اس کے اخیر میں ایساغوجی کا اردو حاشیہ التعلیق الحری علی متن الابہری بھی لگا ہوا ہے۔ قیمت ۱ روپیہ

اظہار حق

اس رسالہ عجالہ میں مسئلہ علم غیب۔ حاضر و ناظر۔ نور اور استمداد کو آیات قرآنیہ سے ثابت کیا گیا ہے۔ قیمت۔ ۸ آنے

دیوبندی دھرم

ایک منہ پھٹ کے اعتراضات کے دندان شکن جوابات۔ قیمت ۴ آنے

ملنے کا پتہ

مکتبۂ اہل سنّت مسجد حنفیہ محلہ شمس آباد مصری شاہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لك الحمد اللهم على ما اعطيتنا من الفهوم و علمتنا من العلوم انك جعلتنا من
ذوى الالباب وكشفت لنا خزائن المعارف بفتح الابواب انت موفقنا الى
ذروة التحقيق والكاشف لنا عن وجوه خرائد التدقيق اللهم صل
وسلم على النور الذى بعثته خاتم النبيين وآدم بين الماء والطين
هو الحبيب الذى اوضح لنا سبل الذكاوة والسعادة وجنبنا عن طرق
الغباوة والشقاوة واوصانا بسنة اولى العقول ومنعنا عن اتباع
آثار الجهول والحقنا بالبرهانيين وحفظنا عن المغالطيين اللهم صل
وسلم عليه وعلى آله واصحابه الكرام وعترته العظام خصوصا على علي و
فاطمة والحسن والحسين عليهم السلام[1] اما بعد۔ فقیر بارگاہ قادریہ
حسن الدین ہاشمی لاہوری ناظرین با تمکین کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ چند ماہ پیشتر
کچھ احباب نے میری جانب بعض علماء کی ایک تقریر کا خلاصہ نقل کر کے روانہ فرمایا اور
اس پر مجھ سے اظہار خیال کا مطالبہ کیا مگر درس و تدریس اور دیگر تصنیفات میں
مصروفیت کے سبب ان کے ارشاد کی تعمیل میں تاخیر پر تاخیر ہوتی گئی اب قلم اٹھایا

---

[1] قولہ علیہم السلام اقول اگر غیر انبیاء پر بالاستقلال اطلاق علیہ السلام کے جواز کی تحقیق مطلوب ہو تو
فقیر کا رسالہ مبارکہ ازالۃ الخفاء فی جواز اطلاق السلام علی غیر الانبیاء ملاحظہ ہو ١٢ منہ

سے خدا تعالیٰ توفیق اتمام مرحمت فرمائے۔ تقریر کا خلاصہ یہ ہے وہابیہ انبیا علیہم السلام کے علمِ غیب کا انکار کرتے ہیں اور ان کے حق میں صرف علم مشاہدہ کے معتقد ہیں حالانکہ علم بالمشاہدہ تو ہر فرد بشر بلکہ جمیع حیوانات و بہائم چیونٹیوں گھوڑوں خچروں اور گدھوں تک کو حاصل ہے تو اس مخلوق یعنی انسان و حیوان کے علم اور علم انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں کیا فرق ہوا۔ لامحالہ یہ کہنا پڑے گا کہ انبیا علیہم السلام تعلیم الٰہی سے علم غیب جانتے ہیں تاکہ وہ اپنے علم میں بہائم اور دیگر انسانوں سے ممتاز ہو جائیں۔ فقیر کے نزدیک اس تقریر میں بہت سی خامیاں ہیں من جملہ ان کے ایک یہ بھی ہے کہ اس تقریر میں ادراک حیوان کو علم سے تعبیر کیا گیا حالانکہ یہ اطلاق عرف و لغت کے خلاف ہے جیسا کہ آئندہ اوراق میں انشاء اللہ العزیز شرح و بسط سے آجائے گا۔ پہلے میں اس کے ماعدا وجوہ اختلال کو بیان کرتا ہوں۔

قولہ علم غیب کا انکار کرتے ہیں اقول۔ علی الاطلاق وہابیہ کے سر اس حکم کو تھوپنا درست نہیں کیونکہ وہ لوگ حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کے مطلق علم غیب کے منکر نہیں بلکہ علم کلی کے منکر ہیں اور علم کلی کا انکار مطلق علم غیب کے انکار کو مستلزم نہیں کیونکہ رفع ایجاب کلی سلب جزئی کو مستلزم ہوا کرتا ہے نہ کہ سلب کلی کو حضور کے بعض علم غیب کو وہابیہ کا ایک بہت بڑا گروہ تسلیم کرتا ہے ہاں ہمارے زمانہ میں ایک شرذمہ قلیلہ ایسا بھی پیدا ہو چکا ہے جو حضور کے مطلق علم غیب کا منکر ہے مگر ان کے انکار کی نوعیت بھی صرف

اتنی ہے کہ حضور کے علم پر علم غیب کا اطلاق نہیں کر سکتے وہ کہتے ہیں کہ بیشک
حضور کو علوم و معارف کے خزانے مرحمت فرمائیے گئے ہیں مگر انہیں علم
غیب سے تعبیر نہیں کر سکتے کیونکہ جو چیز بتا دی جائے اور اس کا علم ہو جائے تو
وہ غیب نہیں رہتی[1]۔ لہذا اس کا علم علم غیب نہ ہوا اس لچر پوچ دلیل کے پیش نظر
وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف کو علم غیب سے تعبیر کرنے سے منع

---

[1] قولہ غیب نہیں رہتی۔ اقول ہم اس شرذمہ قلیلہ سے پوچھتے ہیں کہ ذرا بتاؤ تو خدا تعالیٰ
سے کسی وقت بھی کوئی چیز غیب رہی یا وہ سب کی سب کا ہمیشہ سے عالم ہے۔ تقدیر اول
بالاتفاق باطل بر تقدیر ثانی اس کے لئے علم غیب کا ثابت کرنا کیسے درست ہوگا جب کہ اس
سے کوئی چیز کسی دور میں پوشیدہ نہیں۔ اگر وہ اس کا جواب یوں دیں کہ خدا تعالیٰ کے لئے
ہم علم غیب اس معنی کر ثابت کرتے ہیں کہ جو چیزیں مخلوق سے غیب ہیں خدا تعالیٰ انہیں بھی
جانتا ہے تو میں جواب دوں گا کہ ہم بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب اس معنی کر
ثابت کرتے ہیں کہ وہ اشیاء جو دیگر کئی افراد مخلوق سے غیب ہیں حضور انہیں بھی جانتے ہیں
نیز حضور حادث اور مسبوق بالعدم ہیں ظاہر سی بات ہے کہ اس عدمیت سابقہ کے دور میں
آپ کو علوم حاصل نہ تھے بلکہ اس دور میں آپ حیز لیسیت میں تھے اس حیز لیسیت کی بنسبت
تمام چیزیں آپ سے غیب تھیں تو چونکہ کتم عدم میں ہونے کے دوران یہ چیزیں آپ سے
غیب تھیں۔ اس سبب آپ کا علم شریف علم غیب قرار پایا۔ باری تعالیٰ کے لئے ثبوت علم
غیب میں یہ وجہ نہیں بیان کی جا سکتی کیونکہ اس کا وجود مسبوق بالعدم نہیں (باقی بر صفحہ ٦)

کرنے اور تعبیر کرنے والوں کو کافر کہتے ہیں (العیاذ باللہ) اس شرذمہ قلیلہ سے وہابیہ کی اکثریت بیزار ہے اور انہیں اپنے سے شمار نہیں کرتے۔ اکثر وہابیہ حضور کے علم شریف کو علم غیب سے تعبیر کرتے اور آپ کے لئے بعض علم غیب کے قائل ہیں مثلاً اس فرقہ کے امام مولوی اشرف علی تھانوی ہی کو دیکھ لیجئے کہ وہ اپنی رسلیا حفظ الایمان (جو دراصل خفض الایمان ہے) میں صراحتہً حضور کے لئے علم غیب کا اقرار کرتا ہے بلکہ وہ تو دیگر انسانوں بلکہ بہائم تک کے لئے مانتا ہے حفظ الایمان میں اس بحث کو ذکر کرنے سے

(بقیہ صـ۵) بلکہ جس طرح اس کا وجود ازلی ہے اسی طرح اس کا علم بھی ازلی، اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود بھی حادث آپ کا علم بھی حادث، نیز یہ بھی کوئی ضروری نہیں کہ آپ کو تخلیق کے وقت ہی تمام علوم مرحمت فرما دیئے گئے بلکہ اس دنیا میں وجود مسعود کے ظہور کے وقت بھی کتنی ہی اشیاء غیب تھیں جو بعد میں بتائی گئیں تو چونکہ کچھ اشیاء بوقت ظہور آپ سے غیب تھیں بعد میں اگرچہ غیب نہ رہیں تو اس وقت سابق کی مناسبت سے آپ کے علم شریف پر علم غیب کا اطلاق کر دیا گیا یہ جوابات اس وقت دیئے جائیں گے جب کہ غیب بالمعنی اللغوی مراد ہو یعنی چھپی ہوئی اور پوشیدہ چیز اگر مراد معنی اصطلاحی ہو پھر تو بات بالکل واضح ہے کیونکہ جو غیب اصطلاحی ہے وہ جس طرح معلوم ہونے سے پہلے غیب کہلاتا ہے اسی طرح معلوم ہونے کے بعد بھی غیب ہی کہلاتا ہے۔ قاضی بیضاوی غیب کی تعریف یوں بیان فرماتے ہیں۔ والمراد بہ الخفی الذی (باقی بر صفحہ ۷)

اس کی غرض یہ ہے کہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم پر عالم الغیب کا اطلاق نہیں کر سکتے کیونکہ اگر یہ اطلاق کیا گیا تو یا بعض علوم غیبیہ کی بنا پر ہوگا یا کل کی بنا پر تقدیر ثانی باطل کیونکہ غیر متناہی آپ کے لئے ثابت نہیں اور اگر بعض کی بنا پر ہے تو اس میں حضور[1] کی کیا تخصیص ایسا[2] بعض علم غیب تو دیگر افراد مخلوق بہائم وحیوانات وغیرہ کو بھی حاصل ہے تو تھانوی کے مذہب میں بعض علم غیب صرف حضور ہی کو نہیں پھر صرف ذوی العقول ہی کو نہیں بلکہ بہائم وحیوانات تک کو حاصل ہے۔ جب تھانوی کی یہ تصریح

(بقیہ ص ۶) لایدرکہ الحس ولا یقتضیہ بداھۃ العقل (بیضاوی مطبوع مطبع احمدی دہلی ص ۱۲) جنت ونار وغیرہ کی شان یہی ہے کہ نہ انہیں حس ادراک کرے نہ بداہۃ عقل ان کی مقتضی ہو تو جس طرح وہ معلوم ہونے سے پہلے غیب تھیں یونہی معلوم ہونے کے بعد بھی غیب ہیں تو معلوم ہوا کہ غیب اصطلاحی پر مطلع ہو جانا اس کے غیب ہونے کے منافی نہیں ۱۲ منہ

[1] قولہ حضور کی کیا تخصیص اقول جو اہل سنت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر عالم الغیب کا اطلاق کرتے ہیں وہ یوں جواب دے سکتے ہیں کہ آپ پر اس اطلاق کی وجہ تخصیص آپ کے وہ علوم غیبیہ ہیں جو آپ کی ذات ستودہ صفات تک محدود رہے نہ کسی دوسرے نبی کو ملے نہ ولی کو۔ ۱۲ منہ

[2] قولہ ایسا اقول یہ وہ ناپاک تشبیہ ہے جس کے سبب علماء عرب و عجم نے اس عبارت کو کفریہ قرار دیا۔ ۱۲ منہ

موجود ہے تو اب وہابیہ کو علی الاطلاق علم غیب انبیا کا منکر قرار دینا کیسے درست ہوگا۔ قولہ صرف علم بالمشاہدہ کے معتقد ہیں۔ اقول یہ بہت بڑا بہتان شنیع ہے۔ وہابیہ انبیا کے لئے صرف علم بالمشاہدہ کے قائل نہیں کیونکہ ان سب کا یہ عقیدہ ہے کہ تمام انبیا کو نبوت سے پہلے بھی وجود واجب تعالےٰ کا علم تھا حالانکہ اس دوران کسی نبی نے ذات واجب تعالیٰ کا مشاہدہ نہیں کیا ہُوا تھا بلکہ حصول نبوت کے بعد بھی سوائے حضور کے اور کسی کو یہ مشاہدہ نصیب نہ ہُوا صرف وہابیہ ہی کیا بلکہ اپنے آپ کو مسلمان کہلوانے والا ہر شخص خواہ کسی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو وہ عام مسلمانوں کے علم کو بھی علم بالمشاہدہ میں بند کرنے کی جرأت نہیں کرتا چہ جائیکہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے علم کو۔ ہم سب کو جنت و نار کا علم ہے حالانکہ ان کا مشاہدہ نہیں حور و ملک کا علم ہے مگر مشاہدہ نہیں حالانکہ تمام فرق اسلامیہ میں ان چیزوں کے علم و تصدیق کو اسلام کے لئے ضروری سمجھا جاتا ہے۔ ان لوگوں کے حال پر سخت حیرت ہوتی ہے جو ذمہ داری کے مدعی ہوتے ہوئے ایسی غیر ذمہ دارانہ باتیں کہہ جاتے ہیں۔

قولہ حالانکہ علم بالمشاہدہ اقول کیا ماسوائے انبیاء ہر فرد بشر کے لئے صرف علم بالمشاہدہ ہی ثابت ہے کہ پھر انبیاء کے لئے علم غیب

ثابت کر کے امتیاز پیدا کیا گیا۔ وہابیوں نے تو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے علم کو علم بالمشاہدہ میں بند کیا یا نہ کیا مگر تقریر مذکور میں باقی لوگوں کا علم علم بالمشاہدہ میں بند کر دیا گیا حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ کتب علم کلام میں غیر مبہم الفاظ میں لکھا ہوا ہے اسباب العلم للخلق ثلثۃ الحواس السلیمۃ والخبر الصادق والعقل اگر دیگر انسانوں کے علم کو صرف علم بالمشاہدہ میں بند کر دیا جائے تو پھر عقل[ل] بھی تحصیل علم میں بیکار۔ خبر بھی بیکار اور حواس خمسہ میں سے بھی سوائے بصر کے باقی چاروں بےکار۔ پھر تو قریب قریب دنیا کی کوئی نظری چیز معلوم نہ ہو سکے گی۔ معقولات کا دروازہ قریبًا بند ہی ہو جائے گا۔ اگر کسی سے کچھ بات کہنی ہوئی تو بجائے منہ کے بولنے کے لکھ کے پیش کرنی پڑے گی۔ یا گنگوں کی طرح اشارات اور منہ کے بگاڑ سنوار کو ذریعہ بنانا پڑے گا اس لئے کہ سمع کے واسطہ سے تو علم حاصل نہیں ہو گا کیونکہ بمقتضاء اس مضمون کے علم صرف مشاہدہ سے حاصل ہو سکتا ہے اور جب مقرر تقریر کرنے لگے تو اس کی تقریر کا بھی سامعین کو علم نہ ہونا چاہیئے کیونکہ الفاظ کا تو مشاہدہ نہیں کیا جا سکتا صرف ہونٹ ہلنے کا علم ہو سکے گا کیونکہ مشاہدہ

[ل] قولہ عقل بھی اقول یعنی ان امور کی تحصیل میں جو عقلیات ہیں اور بلا واسطہ کسی حس کے مدرک ہوتے ہیں۔ ۱۲ منہ

کا تعلق جنبش لب سے ہوا نہ کہ الفاظ سے۔ درس و تدریس کا تو صفایا ہی ہو جائے گا۔ تقریر مقرر اور تدریس مدرس کے وقت حاضرین و متعلمین کو مقرر و مدرس کے لبوں کی جنبش ہی دیکھ دیکھ کے مچلتے رہنا چاہیئے کیونکہ سمع تو تحصیل علم میں بے کار ٹھہری، الحاصل علم بالمشاہدہ میں حصر والا قول بالکل غلط ہے اس میں کئی اور مفاسد بھی ہیں جو اہل علم پر مخفی نہیں۔

قولہ علم غیب جانتے ہیں اقول قائل نے علم انبیاء کے امتیاز کی یہ وجہ بتائی کہ انہیں بتعلیم الٰہی علم غیب بھی حاصل ہے اور باقی انسان اس سے محروم اس کا مطلب یہ ہوا کہ اولیاء اللہ اور عامۃ المومنین کو علم غیب حاصل نہیں حالانکہ یہ عقائد اہل سنت کے سراسر خلاف ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک اولیاء اللہ اور دیگر مومنین کو بھی علم غیب حاصل ہے جیساکہ نص قرآنی یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ اس پر دال ہے تفصیل کے لئے ہمارا فتاویٰ الفیوضات المدنیہ فی الفتاوی الحسنیۃ ملاحظہ ہو۔ جب حضرات اولیاء کرام بھی غیب دان ہوئے تو پھر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ممتاز ہونے کی وجہ صرف غیب دانی ٹھہرانا درست نہ ہوا۔ حق یہ ہے کہ یہ ساری کی ساری تقریر بناء فاسد علی الفاسد ہے۔ اپنے دل سے ایک من گھڑت بات بنا کر وہابیہ کے سر تھوپ دی اور برملا کہہ دیا کہ وہ انبیاء کے علم کو صرف علم بالمشاہدہ میں بند کرتے ہیں۔ پھر اس پہ اپنی

جانب سے یہ اعتراض کیا کہ علم بالمشاہدہ تو دیگر انسانوں بلکہ حیوانوں کو بھی (بزعم قائل) حاصل ہے تو علم انبیاء اور ان کے علم میں امتیاز نہ رہا حالانکہ فرق ضرور ہے تو مابہ الامتیاز کو یوں بیان کیا کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب بھی حاصل ہے جو دوسرے انسانوں کو نہیں۔ میں کہتا ہوں اہل سنت اس مابہ الامتیاز کو غلط سمجھتے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک اولیاء اللہ بھی غیب داں ہیں تو ان کے مسلک میں انبیاء و اولیاء اور عامۃ المؤمنین کو جہاں علم بالمشاہدہ یعنی علم مبصرات ہے وہاں دیگر محسوسات و معقولات کا علم اور علم غیب بتعلیم الٰہی بھی حاصل ہے جس اعتراض سے قائل نے جان چھڑانے کی کوشش کی وہ پھر بھی سر پہ سوار رہا حالانکہ یہ کوئی اتنا بڑا اعتراض نہیں۔ ذرا سے تامل سے حل ہو سکتا ہے۔ حل شافی سگ بارگاہ قادریہ عرض کرتا ہے سنئے! علم بالمحسوسات انبیاء کو بھی حاصل ہے اور غیر انبیاء کو بھی مگر اس میں زمین و آسمان کا فرق ہے ہمارے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے علم بالمشاہدہ کو دیکھئے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

اِنَّ اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والی ما ھو کائن فیھا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ھذہٖ (کنز العمال) بیشک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے دنیا کو ظاہر فرمایا پس میں اس کی طرف اور قیامت تک جو کچھ اس میں ہونے والا ہے

اس کی طرف یوں دیکھ رہا ہوں جس طرح اپنی اس ہتھیلی کو پھر یہ دیکھنا صرف ایک دن یا دو دن کے لیئے نہیں بلکہ اس رویت میں دوام و استمرار ہے جیسا کہ انا انظر والاجملا اسمیہ اس پہ دلالت کرتا ہے اور قاعدہ ہے کہ جب جملا اسمیہ کی خبر فعل مضارع ہو تو وہ دوام و استمرار پر دلالت کرتا ہے ایسے مشاہدہ سے پیدا شدہ علم باقی انسانوں کو حاصل نہیں پھر مدنی تاجدار حبیب پروردگار شفیع روز شمار کی وہ مقدس و برتر ذات کہ رب تعالے کے جمال جہاں آرا کی تجلیات کو یوں بے حجاب دیکھا کہ آنکھ تک نہ جھپکی مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی ؎

ہزاروں پردے پڑے ہوئے تھے کلیم دیکھو تو جب بھی غش تھے
میں اس کی آنکھوں کے صدقے جس نے وہ جلوہ یوں بے حجاب دیکھا

ہماری کیا مجال جو اس حسن دل افروز کی تاب لاسکیں۔ اسی طرح علم غیب انبیاء کو بھی حاصل ہے اور دیگر مسلمانوں کو بھی مگر ان دونوں علموں میں فرق عظیم ہے باقی لوگوں کا علم انبیاءؑ کے واسطہ سے مگر انبیاء کا علم اُنکے واسطہ سے نہیں امتیوں کا علم انبیاءؑ کے علم کے سامنے جیسے ایک قطرہ کئی سمندروں کے سامنے اور انبیاءؑ کا علم ان کے علم کی بہ نسبت ایسا جیسے ایک بحر ناپیدا کنار ایک ادنیٰ سی بوند کے سامنے۔ دور کیا جانا سنیئے! سورہ بقرہ کو ہم بھی پڑھتے دیکھتے ہیں اور جناب فاروق اعظم نے بھی پڑھا دیکھا مگر جو علم انہیں ہے وہ

ہمیں نہیں جو مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے وہ انہیں نہیں۔ سورۂ فاتحہ کو ہم بھی پڑھتے دیکھتے ہیں اور مولا علی شیر خدا نے بھی پڑھا دیکھا مگر جو علم انہیں ہے وہ ہمیں نہیں جو مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے وہ انہیں نہیں بلکہ ایک ذرہ کو لیجئے ہم بھی اسے دیکھتے ہیں۔ اولیاء بھی انبیاء بھی اور سید الرسل علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام بھی اس کا مشاہدہ فرما رہے ہیں مگر جو علم اولیاء کو ہے وہ ہمیں نہیں جو انبیاء کو ہے وہ اولیاء کو نہیں اور جو حضرت سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے وہ دیگر انبیاء کو نہیں قولہ حالانکہ علم مشاہدہ تو ہر فرد بشر بلکہ جمیع حیوانات وبہائم چیونٹیوں گھوڑوں خچروں اور گدھوں تک کو حاصل ہے۔ اقول قائل نے بہائم وحیوانات کے لئے علم بالمشاہدہ کا قول کیا ہے ہم آئندہ اوراق میں انشاء اللہ العزیز اس قول کے پرخچے اڑا دیں گے اور یہ ثابت کر دیں گے کہ ادراک حیوانات کو علم سے تعبیر کرنا غلط ہے۔

مبحث علم

مولا عزوجل کی توفیق وتائید سے رہوارِ قلم کو اس میدان تحقیق میں لانے لگا ہوں جہاں بہتوں کے قدم ڈگمگا گئے۔ سنئے! علامہ سعد الدین تفتازانی اپنی تالیف منیف شرح مقاصد جلد اول ص۱۶ میں علم کی تعریف یوں فرماتے

ہیں صفۃ یتجلی بہا المذکور لمن قامت بہ پھر اس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں ای صفۃ ینکشف بہا ما یذکر و یلتفت الیہ انکشافا تاما لمن قامت بہ تلک الصفۃ انسانا کان او غیرہ یہ تعریف علم ذوی العقول کے ساتھ مختص ہے، غیر ذوی العقول کے ادراک پر مشتمل نہیں **سوال** شارح کا انسانا کان او غیرہ کہنا اس بات کی غمازی کر رہا ہے کہ حیوانات کے ادراک پر بھی یہ تعریف صادق آرہی ہے کیونکہ غیرہ سے مراد بہائم ہی تو ہیں۔ **جواب** غلط اور بالکل غلط غیرہ سے مراد بہائم ہرگز نہیں لیجئے۔ علامہ تفتازانی کا قول پیش کر کے غیرہ کی مراد کی وضاحت کرتا ہوں، شارح نے شرح عقائد صـ۱۰/۱۱ میں متن کی شرح کرتے ہوئے فرمایا (واسباب العلم) وھو صفۃ یتجلی بہا المذکور لمن قامت ھی بہ الخ (للخلق) ای المخلوق من الملک والانس والجن دیکھئے۔ علامہ تفتازانی نے خود وضاحت فرما دی کہ شرح مقاصد کی عبارت کے لفظ غیرہ سے مراد فرشتے اور جن ہیں یوں تو علم کی کئی تعریفیں کی گئی ہیں مگر علماء محققین نے تعریف مذکور کو بہت سراہا ہے، یہ تعریف امام ابو منصور ماتریدی سے منقول ہے مولٰنا عبدالعزیز پرہاری نبراس شرح شرح عقاید صـ۵۵ میں شارح کے قول

وھو صفۃ ینجلی الخ کے ماتحت فرماتے ہیں۔ ھذا التعریف منقول عن الامام ابی منصور الماتریدی۔ میر سید شریف شرح مواقف حصہ اول صہ ۸۶ میں فرماتے ہیں واعلم ان احسن ما قیل فی الکشف عن ماھیۃ العلم ھو انہ صفۃ یتجلی بھا المذکور لمن قامت ھی بہ۔ تعریف مذکور میں لفظ مَن اس بات کا زبردست قرینہ ہے کہ تعریف علم ادراک بہائم پر مشتمل نہیں کیونکہ مَن ذوی العقول کے ساتھ مختص ہے۔ علامہ عبد الحکیم فاضل سیالکوٹی شارح مواقف کے قول لمن قامت کے ماتحت لکھتے ہیں۔ واختار کلمۃ من لاخراج التجلی الحاصل للحیوانات العجم (شرح مواقف جلد اول صہ ۸۶ مطبوع مصر مع حواشی عبد الحکیم وحسن چلپی) یعنی لفظ مَن بول کے حیوانات کی تجلی و ادراک کو نکال دیا لہٰذا وہ علم کے مسمّٰی میں داخل نہ ہوا پس ادراک حیوانات کو علم کہنا درست نہ ہُوا۔

مبحث شعور

ہاں ان کے ادراک کو شعور کہہ سکتے ہیں جس کے معنی ہیں ادراک بالحواس۔ امام راغب اصفہانی اپنی مشہور و معروف کتاب مفردات صہ ۲۶۳ پر فرماتے ہیں۔ والمشاعر الحواس وقولہ انتم لاتشعرون ونحو ذالک

معناہ لاتستدرکونہ بالحواس شعور میں ذوی العقول اور غیر ذوی العقول ہر دو شریک ہیں۔ کیونکہ اس کے معنی ہیں احساس بالمشاعر ای الحواس الخمس الظاہرۃ قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری پارہ اول صہ ۲۶ پر فرماتے ہیں وَمَا يَشْعُرُوْنَ ای لایحسون لتمادی غفلتھم الشعور الاحساس بالمشاعر اور مشاعر یعنی حواس خمسہ ظاہرہ جس طرح انسانوں کو حاصل ہیں حیوانوں کو بھی حاصل ہیں۔ لہذا شعور جو ان مشاعر کے واسطے سے ہوتا ہے۔ ہر دو کو حاصل ہے۔ باری عزاسمہ عزبرہانہ تقبیح شان کافرین کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔ اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ باری تعالیٰ نے لَا يَعْلَمُوْنَ نہ فرمایا۔ کیونکہ اس صورت میں صرف ان کے ذوی العلم سے گھٹیا ہونے کا اظہار ہوتا بہائم وحیوانات سے کمتر ہونے کا اظہار نہ ہوتا لہذا لَا يَشْعُرُوْنَ فرما کر یہ اظہار کیا کہ علم تو بجائے خود رہا ان بے وقوفوں کو شعور تک نہیں حالانکہ شعور تو بہائم کو بھی حاصل ہے۔ پس یہ بہائم سے بھی گئے گزرے ہیں اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ میر سید شریف حاشیہ کشاف صہ ۱۳۴ پر فرماتے ہیں فنفی لا یشعرون اشعار بانحطاطھم عن مرتبۃ البہائم حیث لایدرکون اجلی المعلومات فیکون ابلغ والیق بالمقام من لا یعلمون

علامہ صاوی اپنے حاشیہ جلالین جلد اول ص۱۱ پر فرماتے ہیں۔ ای لیس عندھم شعور بالافساد لطمس بصیرتھم و عبر بالشعور دون العلم اشارۃ الیٰ انھم لم یصلوا الیٰ رتبۃ البھائم تمتنع من المضار فلا تقربھا لشعورھا بخلاف ھؤلاء معلوم ہوا کہ کافروں کا حیوانات سے انحطاط لایعلمون بولنے کی صورت میں لازم نہیں آتا بلکہ لایشعرون بولنے سے آتا ہے تو روز روشن کی طرح معلوم ہوا کہ حیوانات کو علم حاصل نہیں اگر انہیں علم حاصل ہوتا تو کفار کی تقبیح شان اور انہیں حیوانات سے گھٹیا ظاہر کرنے کے لئے لایعلمون کافی ہوتا حالانکہ رب تعالیٰ نے لایعلمون نہ فرمایا اور کتنے ہی مفسرین بھی کہتے ہیں کہ لایعلمون کہنے کی صورت میں وہ اشعار و اظہار انحطاط کفار نہ ہوتا جو لایشعرون میں ہے جس طرح ادراک حیوانات پر شعور کا اطلاق ہوسکتا ہے اسی طرح احساس کا اطلاق بھی ہوسکتا ہے۔ احساس و شعور ہم معنی ہیں۔ یہاں شرائط احساس بیان کردینا خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ علامہ تفتازانی مقاصد ص۱۶۹ میں احساس کی تین شرطیں بیان فرماتے ہیں والاحساس مشروط بحضور المادۃ واکتناف الھیئۃ وکون المدرک جزئیا اور ان ہی شرائط کو

شرح مقاصد ص۱۲۹ میں اس طرح بیان فرماتے ہیں — الاحساس ادراک للشیٔ الموجود فی المادۃ الحاضرۃ عند المدرک علی ھیئۃ مخصوصۃ بہ محسوسۃ من الاین والوضع ونحو ذالک۔

مبحث مدرک

یہاں یہ بات بیان کرنا نہایت ہی ضروری ہے کہ بدن انسانی میں مدرک کیا چیز ہے۔ یہاں ہم امر محقق ذکر کرتے ہیں، اہل تحقیق کا مسلک یہ ہے کہ مدرک صرف نفس ناطقہ ہے۔ عقل اور حواس آلہ ادراک ہیں مدرک نہیں۔ مولانا عبد العزیز پرہاری نبراس ص۵۷ پر فرماتے ہیں (وادراک العقل) ای ادراک النفس بالعقل ملا جند حاشیہ شرح عقائد میں فرماتے ہیں واستناد الادراک الی الحواس لیس من قبیل اسناد الادراک الی المدرک بل الی الآلۃ وکذا استنادہ الی العقل لواریدبہ القوۃ النظریۃ (شرح عقائد ص۱ مطبوع مطبع علوی لکھنوی مع حواشی مختلفہ) نبراس ص۶۵ پر ہے ثم الحق ان المدرک ھوالنفس ونسبۃ الادراک الی الحواس نسبۃ المسبب الی السبب لان الحواس آلات للنفس فی الادراک ہاں یہ ضرور ہے کہ

کتب علم کلام میں کئی جگہ عقل کو مدرک کہا گیا ہے مگر یہ اطلاق مجازی ہے یا تو مجاز فی الاسناد ہے بایں طور کہ دراصل مدرک نفس تھا مگر چونکہ عقل کو نفس سے ملابستہ ہے اس وجہ سے عقل کی طرف مدرک ہونے کی نسبت کر دی گئی یا مجاز فی الطرف ہے وہ یوں کہ عقل سے مراد بطور مجاز نفس ہے اسی طرح کئی جگہ حواس پر بھی مدرک کا اطلاق کیا ہوتا ہے۔ وہ بھی بطور مجاز فی الاسناد کے ہے وھھنا مباحث نفیسۃ لولا غرابۃ المقام لذکرتھا۔

اختلاف ماتریدیہ و اشاعرہ

ہر دو فریقوں میں احساس و شعور پر اطلاق علم میں اختلاف ہے شیخ ابوالحسن اشعری اور ان کے متبعین احساس کو بھی علم کہتے ہیں مگر جمہور کے مسلک میں احساس کو علم نہیں کہا جاتا بلکہ احساس جنس ادراک کا ایک علیحدہ نوع ہے اور علم علیحدہ نوع۔ علامہ تفتازانی شرح مقاصد جلد اول صفحہ ۱۶۹ پر فرماتے ہیں (وعند الشیخ ابی الحسن الاشعری الاحساس بالشئی علم بہ) فالابصار علم بالمبصرات والسماع علم بالمسموعات و ھکذا البواقی وردہ الجمہور الخ نبراس صفحہ ۵۶ پر ہے واعلم ان تسمیتہ ادراک الحواس علماً ھو مذھب الاشعری و من تبعہ

علامہ تفتازانی شیخ اشعری کا رد فرماتے ہوئے شرح مقاصد جلد اوّل ص ۱۶۹ پر لکھتے ہیں۔ والحق ان اطلاقہ ای العلم علی الاحساس مخالف للعرف واللغۃ فانہ اسم لغیرہ من الادراکات جب ہم کسی چیز کو دیکھتے ہیں تو اس حیثیت سے کہ نفس نے آنکھ کے واسطہ سے اس کا ادراک کیا وہ چیز محسوس اور اس کا ادراک احساس کہلائے گا اور اس حیثیت سے کہ نفس نے آنکھ اور اس کے بعد عقل کو واسطہ بنایا وہ چیز معلوم اور اس کا ادراک علم کہلائے گا ہمارا نفس ناطقہ باری تعالیٰ کا ادراک بواسطہ عقل کرتا ہے جو اس وہاں عاجز لہذا یہ ادراک علم ہوگا۔ یہاں احساس متحقق نہیں ہوگا جب سوئے ہوئے ہوں اور کوئی آدمی چٹکی بھرے جب کہ صرف قوت لامسہ ہی کے ذریعے نفس نے ادراک کیا ہو۔ عقل کو وہاں واسطہ نہ بنایا ہو یہ ادراک احساس ہوگا۔ یہاں علم کا تحقق نہ ہوگا تو علم و احساس میں باعتبار التحقق نسبت عموم خصوص من وجہ ہوئی ایک مادہ اجتماعی اور دو افتراقی اگر باعتبار الصدق دیکھیں تو ان میں نسبت تباین ہے یہ تو ظاہر سی بات ہے کہ شیخ اشعری احساس کو علم کہتے ہیں مگر کون سے احساس کو انسان اور حیوانات ہر دو کے یا صرف انسان کے میں دعوے سے کہتا ہوں کہ شیخ اشعری کی مراد مطلق احساس نہیں بلکہ احساس انسانی ہے

مخالفین کو چیلنج کرتا ہوں کہ کسی معتبر کتاب میں شیخ اشعری کے بارے میں یہ ثابت کردو کہ وہ احساس بہائم کو بھی علم کہتے ہیں مگر یاد رکھو ہرگز ثابت نہیں کر سکو گے۔ امام فخر الدین رازی نے احساس و شعور پر علم کا اطلاق تو کیا ہے مگر ساتھ ساتھ انسان کا لفظ بھی بول دیا تاکہ سادہ لوح دھوکا نہ کھا جائیں۔ تفسیر کبیر جلد اول ص۲۸۵ پر ہے۔ ان الشعور علم الشئی اذا حصل بالحس ومشاعر الانسان حواسہ۔ تفسیر غرائب القرآن ص۱۵۴ پر ہے والشعور علم الشئی علم حس ومشاعر الانسان حواسہ۔ تفسیر کشاف جلد اول ص۳۳ پر ہے۔ والشعور علم الشئی علم حس من الشعار ومشاعر الانسان حواسہ۔ تفسیر مدارک جلد اول ص۱۶ پر ہے۔ والشعور علم الشئی علم حس الخ ومشاعر الانسان حواسہ۔ دیکھئے ان سب مفسرین نے جہاں شعور و احساس پر علم کا اطلاق کیا وہاں ساتھ ساتھ مشاعر الانسان بھی بولا تاکہ معلوم ہو جائے کہ مطلق احساس کو علم نہیں کہا جارہا بلکہ احساس انسانی کو کہا جارہا ہے۔ امام ابو منصور ماتریدی کی تعریف علم جسے علامہ تفتازانی نے شرح عقائد میں بھی لکھا ہے یعنی ھو صفۃ یتجلی الخ اور حس کے بارے میں ہم تحقیق سے بیان کر چکے ہیں کہ وہ صرف ذوی العقول کے ادراک پر صادق آتی ہے غیر ذوی العقول

کے ادراک پر نہیں یہ تعریف اپنے ظاہر کے اعتبار سے اگرچہ ادراک عقل اور ادراک حواس ہر دو کو شامل ہے مگر جمہور اس میں معانی کی قید اعتبار کر کے اعیان خارجیہ کو نکال دیتے ہیں اور وہ لوگ جو مطلق ادراک انسانی کو علم کہتے ہیں خواہ ادراک حواس ہو یا ادراک عقل وہ اس میں کوئی قید اعتبار نہیں کرتے۔ علامہ عبدالحکیم فاضل سیالکوٹی حاشیہ خیالی میں ارشاد فرماتے ہیں۔ واعلم ان التقیید بالمعانی وعدمہ مبنی علی ان ادراک الحواس ھل ھو قسم من العلم اولا فمن قال انہ قسم منہ کالشیخ الاشعری ومتابعیہ ترک قید المعانی فیدخل فیہ الاحساس ومن لم یقل انہ علم بل ھو ادراک مخالف بالماھیۃ للعلم یحصل بالحواس ذکر قید المعانی واراد بھا مایقابل الامور المحسوسۃ بالحس الظاھر (خیالی مع حاشیہ عبدالحکیم صـ۳۳ مطبوعہ پشاور)

سوال:۔ کیا علامہ تفتازانی کے نزدیک بھی احساس انسانی علم ہے کیونکہ علامہ نے صفۃ یتجلی الخ کے متعلق لکھا۔ فیشمل ادراک الحواس وادراک العقل۔

جواب۔ اس شمول کا ذکر کر کے شارح نے اپنا مسلک نہیں بیان کیا

بلکہ تعریف کے عموم ظاہری پر مطلع کیا ہے۔ شارح کا اپنا مسلک تو وہ ہے جسے شرح مقاصد میں یوں بیان کیا ہے۔ والحق ان اطلاقہ علی الاحساس مخالف للعرف واللغۃ فانہ اسم لغیرہ من الادراکات۔ معلوم ہوا کہ شارح نے صرف عموم ظاہری پر آگاہ کرنے کے لئے فیشمل ادراک الحواس کا لفظ بولا۔ فاضل خیالی اپنے حاشیہ کے صہ ۳۲ پر فیشمل ادراک الحواس کے ماتحت لکھتے ہیں۔ لکن عدہ علما یخالف العرف واللغۃ فان السہاشر لیست من اولی العلم فیہما فاضل خیالی بتانا یہ چاہتے ہیں کہ انسان کے ادراک حواس پر علم کا اطلاق کرنا درست نہیں کیونکہ ادراک حواس میں انسان اور حیوان ہر دو شریک ہیں ادراک حواس ماہیۃ واحدہ کا نام ہے۔ اس کا ایک فرد انسان میں دوسرا حیوان میں ہے جب یہ اس فرد کے ضمن میں پائی جائے جو انسان میں ہے تو اس ماہیت پر علم کا اطلاق کرتے ہو تو اب لامحالہ حیوانات میں پائے جانے والے فرد کے ضمن میں ہونے کی صورت میں بھی تمہیں اس ماہیت پر علم کا اطلاق کرنا پڑے گا کیونکہ علم کا مصداق یہ ماہیت احساس ہے خواہ کسی فرد میں ہو۔ اے ناظرین با تمکین ذرا غور کرو فاضل خیالی اشاعرہ سے کہہ رہے ہیں کہ اگر تم نے احساس انسانی کو علم کہا

تو ایک بہت بڑی خرابی لازم آجائے گی یعنی احساس حیوانی کا علم ہونا فاضل مذکور کا یہ قول پکار پکار کے کہہ رہا ہے کہ اشاعرہ بھی احساس حیوانی کو علم نہیں کہتے بلکہ احساس انسانی ہی کو علم کہتے ہیں مگر اس احساس انسانی کو علم کہنے سے خرابی یہ پیدا ہوتی ہے کہ احساس حیوانی کو بھی علم کہا جائے اگر اشاعرہ کے نزدیک مطلق احساس علم ہوتا تو فاضل اجل علامہ خیالی کا اعتراض بے جا ہوتا کیونکہ اشاعرہ صاف صاف سنا دیتے کہ خیالی صاحب ہمارا مسلک تو مطلق احساس کو علم کہنا ہے اگر احساس انسانی کو علم کہنے سے احساس حیوانی کا علم ہونا لازم آتا ہے تو یہ کوئی خرابی کی بات نہیں بلکہ ہمارا مذہب ہے مگر آج تک کسی اشعری نے یہ بات نہ کہی جس نے بھی غور و فکر سے کام لیا وہ اس بات کو تسلیم کرنے میں قطعاً پس و پیش نہیں کرے گا کہ کہ اشاعرہ و ماتریدیہ میں کوئی فریق بھی ادراک حیوانات کو علم نہیں کہتا۔ فاضل خیالی منہیہ میں بیان فرماتے ہیں کہ مذکورہ بالا خرابی کے لزوم سے اشاعرہ کی جان نہیں چھوٹ سکتی۔ اگر اشاعرہ یوں جان چھڑانے کی کوشش کریں کہ لفظ مَن کے ذریعے احساس حیوانی کو تعریف علم سے نکال دیا تو فاضل موصوف ان کا رد کرتے ہوئے کہتا ہے کہ جب تم احساس انسانی کو علم کہتے ہو اور یہ ماہیت احساس حیوانی میں بھی موجود ہے

تو پھر ایک فرد پر علم کا اطلاق کرنا اور دوسرے پر نہ کرنا تحکم اور ایک نئی اصطلاح کی آڑ میں پناہ لینا ہے منہیہ کی اصل عبارت یہ ہے ولا یمکن التفرق فی الادراک الحسی بین البہائم وغیرہا وجعل الاحساس من العقلاء علما کما یشعر بہ کلمۃ من فی قولہ لمن قامت ھی بہ غیر مفید لانہ یرجع الی مجرد تحکم و اصطلاح - فاضل سیالکوٹی علامہ خیالی کو یوں جواب دیتے ہیں ویمکن ان یقال ان العلم المنفی عن البہائم ھو العلم الغیر الاحساسی واما العلم الاحساسی فھو ثابت لہا فلا مخالفۃ میں کہتا ہوں یہ جواب نادرست ہے بلکہ فاضل موصوف نے ویمکن کے لفظ سے خود اس کے غلط ہونے کی طرف اشارہ کیا کیونکہ علم احساسی مطلق ادراک حواس کو نہیں کہا جاتا بلکہ ادراک انسانی جس میں حواس کو دخل ہو اسے علم احساسی کہا جاتا ہے مطلب یہ کہ علم انسانی کی دو قسمیں[1] ہیں علم تعقلی اور علم احساسی انہی دو قسموں کو علامہ تفتازانی نے ادراک عقل اور ادراک حواس سے تعبیر کیا علم تعقلی وہ جس میں نفس ناطقہ عقل کو

---

[1] قولہ دو قسمیں ہیں اقول یعنی اشاعرہ کے نزدیک کیونکہ یہاں گفتگو انہی کے متعلق شروع ہے وہ انسان کے احساس کو بھی علم مانتے ہیں باقی رہے ماتریدیہ تو ان کے نزدیک ایک ہی قسم ہوگی کیونکہ ان کے مسلک میں احساس علم نہیں لہٰذا اسے علم احساسی سے تعبیر کرنا درست نہیں ۱۲ منہ

آلہ بنائے جیسے واجب تعالیٰ کا علم اور علم احساسی وہ ہے جس میں مشاعر کو آلہ بنائے جیسے اعیان خارجیہ یعنی امور محسوسہ بالحس الظاہر کا علم۔ یہ دونوں علم انسان کے ساتھ مختص ہیں، حیوانات کے لئے ان میں سے کوئی ایک بھی ثابت نہیں۔ لہٰذا ان کے لئے علم احساسی ثابت کرنا غلط ہُوا۔ اسی غلطی کی طرف فاضل موصوف نے ولیکن سے اشارہ کیا ہاں حیوانات کے لئے احساس ثابت ہے مگر اس احساس کو علم نہیں کہا جاتا۔ علامہ حسن چلپی نے بھی بہائم کے غیر ذی علم ہونے کی تصریح فرمائی ہے۔ شرح مواقف حصہ اول مطبوعہ مصر صـ۹۲ پر ہے (ومن یری کالشیخ الاشعری (انہ) ای ادراک الحواس الظاھرۃ (من قبیل العلم)، اس کے ماتحت علامہ حسن چلپی فرماتے ہیں۔ قال شارح المقاصد فی مباحث العلم والحق ان اطلاق العلم علی الاحساس مخالف للعرف واللغۃ فانہ اسم لغیرہ من الادراکات انتہی کلامہ ویؤیدہ ان البہائم لیس من اولی العلم فی شئی منہما۔ سوال: علامہ تفتازانی شرح عقائد صـ۱۱ پر لکھتے ہیں۔ فانھم لما وجدوا لبعض الادراکات حاصلۃ عقیب استعمال الحواس الظاھرۃ التی لاشک فیہا سواء کانت من ذوی العقول او غیرھم جعلوا الحواس احد الاسباب

لفظ الحواس دوبارہ مذکور ہوا۔ پہلے سے مراد تو یقیناً مطلق حواس ہیں کیونکہ
شارح نے خود کہا۔ سواء کانت من ذوی العقول او غیرھم
لہٰذا ثانی الحواس سے مراد بھی مطلق حواس ہی ہونے چاہئیں۔ لان المعرفۃ
اذا اعیدت کانت عین الاولی۔ جب مطلق حواس سبب علم ہوئے
تو حیوانات کے لیے بھی علم ثابت ہوا۔ جواب۔ اس سوال کے دو جواب
ہیں۔ پہلا تو یہ کہ ثانی الحواس پہلے الحواس کا عین نہیں اور جو قاعدہ سوال
میں مذکور ہے وہ اپنے اطلاق پر نہیں بلکہ کبھی ثانی اول کا عین ہوتا ہے
کبھی غیر۔ علامہ تفتازانی مختصر المعانی فن بیان ص۳۱۳ پر فرماتے ہیں :۔
وما یقال ان المعرفۃ اذا اعیدت کانت عین الاولی
فلیس علی اطلاقہ۔ اس مقام میں ثانی الحواس میں
لام عہد اور معہود حواس انسانیہ ہیں۔ شارح کی غرض یہ بات بتانا
ہے کہ حواس ظاہرہ ایسے ظاہر و باہر ہیں جن کے وجود میں کسی کو شک
نہیں۔ ذوی العقول میں بھی یہ بلاریب موجود اور غیر ذوی العقول میں
بھی بلاشک متحقق۔ یعنی ذوی العقول تو بجائے خود غیر ذوی العقول میں
بھی پائے جاتے ہیں۔ بچے بچے کو ان کا علم ہے۔ چونکہ یہ بہت ہی
ظاہر تھے۔ تو جس وقت مشائخ نے ذوی العقول کے اسباب علم
کو بیان کرنا شروع کیا تو ان حواس کو بھی ایک سبب ٹھہرا دیا۔ ہم نے

ذوی العقول کی تخصیص اس لئے کی کہ شارح خود یہ تخصیص کر چکا ہے چنانچہ ماتن کے قول اسباب العلم للخلق کے ماتحت لکھا۔ ای المخلوق من الملک والانس والجن شارح کا یہ قول پچھلے الحواس کے معرف بلام العہد ہونے کا قرینہ ہے دوسرا جواب یہ ہے کہ ثانی الحواس سے مطلق حواس ہی مراد ہیں مگر مطلق حواس من حیث وجودھا فی ضمن ھذا الفرد الخاص ای حواس الانسان تو سواء کانت میں جو تعمیم کی گئی وہ ان حواس کے وجود کی حیثیت سے کی گئی نہ کہ ان کے سبب علم ہونے کی حیثیت سے۔ وجود کی تعمیم سببیت کی تخصیص کے منافی نہیں کما لایخفی علی من لہ ادنی مسکۃ۔ سوال مذکور دراصل مولا زادہ نے علامہ تفتازانی پر اعتراض کرتے ہوئے وارد کیا کہ علامہ نے تو حواس بہائم کو بھی سبب علم بنا دیا حالانکہ یہ غلط ہے تو فاضل خیالی نے علامہ تفتازانی کی طرف سے جواب دیا یعنی ان الحس لظھورہ وعمومہ یستحق ان یعد احد اسباب العلم الانسانی فقولہ سواء کانت اشارۃ الی عمومہ (خیالی صـ۳۶) فاضل سیالکوٹی یعنی ان الخ کے ماتحت لکھتے ہیں رد لمولا زادہ حیث قال انہ

جعل الحواس المجردة عن العقل کحواس البهائم سببا للعلم خلاصۃ الایوبی میں ہے قولہ اشارۃ الی عمومہ ای الی عموم الحس الظاہر یعنی الی وجودہ عموما لان المراد ھھنا ھو العموم کما توھمہ المولی زادہ۔ (خیالی مع عبد الحکیم وخلاصۃ الایوبی ص۳۷) ہمارا جواب ثانی فاضل خیالی کے جواب کی تشریح و توضیح ہے۔

سوال:۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ۔ پ۱۸ النور ع۶۔ لفظ کُلٌّ سے مراد مَنْ والطیر ہے اور عَلِمَ کی ضمیر کا مرجع کُلٌّ ہے تو معلوم ہوا کہ پرندے اور زمین و آسمان کے ذوی العقول سب عالم ہیں۔

جواب۔ کُلٌّ قَدْ عَلِمَ کے بارے میں مفسرین کے تین قول ہیں۔ ایک تو یہ کہ عَلِمَ کا فاعل اللہ ہے اور ضمیریں مجرورین کا مرجع کُلٌّ تقدیر یوں ہو گی کُلٌّ قَدْ عَلِمَ اللّٰهُ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ اس قول کے رو سے تو مخالفین اس آیہ کریمہ سے استدلال ہی نہیں کر سکتے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ عَلِمَ کی ضمیر ادھر دو ضمیریں مجرورین کا

مرجع کُلّ ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ عَلِمَہ کی ضمیر کا مرجع کُلّ اور ضمیرین مجرورین کا مرجع اللہ۔ مخالفین نے ان دو اقوال کو لے کر آیہ کریمہ سے استدلال کیا ہے۔ جواب یہ ہے کہ چونکہ پیچھے ذوی العقول غیر ذوی العقول دونوں مذکور ہوئے تو اب بطور تغلیب دونوں کے لئے وہ صیغہ استعمال کیا گیا جو صرف ذوی العقول کے لئے تھا پس طَیر کے لئے علم کا استعمال بطور مجاز ہے اور مجازی طور پر غیر ذوی العقول کے ادراکات پر علم کے اطلاق کا ہمیں بھی انکار نہیں۔ مجازی طور پر بہادر آدمی کو شیر، بزدل کو گیدڑ۔ مکّار کو لومڑی اور جاہل کو گدھا کہہ سکتے ہیں۔ مجازی اطلاق میں تو جھگڑا نہیں مابہ النزاع اطلاق حقیقی ہے اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ہمارے مخالفین ادراک حیوانات پر علم کا اطلاق حقیقی یا تریدیہ کیا محققین اشاعرہ کے ہاں بھی نہیں دکھا سکتے سوال :۔ قرآن مجید میں آتا ہے کہ ہدہد نے آکے سلیمان علیہ السّلام سے عرض کیا اَحَطْتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِہٖ مفسرین اس کے ماتحت لکھتے ہیں۔ عَلِمْتُ مَا لَمْ تَعْلَمْہُ ہُدہُد ایک پرندہ ہے دیکھئے اس کے ادراک پر علم کا اطلاق پایا گیا، پس حیوانات کے ادراک کو علم کہنا درست ہوا۔ جواب ہم تو یہ کہتے ہیں کہ غیر ذوی العقول کے ادراک پر علم کا اطلاق نہیں کر سکتے ہاں جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کو عقل